جناب جاوید احمد غامدی صاحب کی امتیازی شخصیت اور فکری وعملی خصائص

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

مجلّہ صفدر ''فتنۂ غامدی نمبر، جلد اول، اشاعت: شعبان و رمضان ۱۴۳۶ھ مطابق جون ۲۰۱۵ء وصولی کی اطلاع اور مختصر یا طویل تبصرے کی فرمائش کے ساتھ موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ ادارۂ صفدر کے ذمہ داران کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

''مجلّہ صفدر کا فتنۂ غامدی نمبر'' وصول پاکر کسی حد تک مطالعہ کی کوشش بھی کی، بالخصوص اکابر امت کی تحریرات وتأثرات کا بغور مطالعہ کیا جس سے جناب جاوید احمد غامدی صاحب کی سوچ وفکر، دائرہ عمل، استدلال وطرزِ استدلال، ترجیحات واہداف اور طرفہائے واردات کے بارے میں خاطر خواہ معلومات حاصل ہوئیں، نیز غامدی صاحب کی امتیازی شخصیت اور فکری وعملی خصائص کے بارے میں معلومات افزا مواد بھی یکجا پایا جو موجودہ فکری طغیانی میں مفید کاوش ہے۔

''مجلّہ صفدر'' کے ''غامدی نمبر'' کے مطالعہ سے جناب غامدی صاحب کے جو خصائص و امتیازات ارتجالاً ذہن نشین ہوئے وہ درج ذیل ہیں:

☆:..... غامدی صاحب انتہائی بے باک شخصیت کے مالک ہیں، اپنی فکر و دانش کے پرچار میں کسی چھوٹی بڑی ہستی سے مرعوب ومتأثر نہیں ہوتے، وہ جو کچھ جب کبھی جیسا کیسا کہنا چاہیں اپنے سامنے کسی چھوٹی بڑی رکاوٹ کی پرواہ نہیں کرتے، ہر تنگ و پرخطر گھاٹی سے بے خوف وخطر گزر جاتے ہیں۔ یہ طرزِ فکر وعمل آنحضور کی اس حریتِ فکر وعمل کا نتیجہ ہے جس سے سنت واجتماعیت کے دائروں میں محبوس لوگ آج تک محروم رہے ہیں۔ اس فکری پرواز اور عملی کمال کو تنگ نظر اور دقیانوسیت کا شکار طبقہ بے سند اور بے بنیاد بھی قرار دیتا ہے، یہ ان تنگ نظر لوگوں کی عدم واقفیت کا نتیجہ ہے، ورنہ یہ فکر وعمل اپنی تاریخی حیثیت وسند کی حامل ہے، یہ فکر جس تاریخی وسندی تسلسل کی کڑی ہے، وہ فکر ہر دور میں موجود تھی اور زندہ رہی ہے، گو کہ اُسے موقع بموقع نام تبدیل کرنے کی حاجت رہی ہے، کیوں کہ ناانصاف، روایتی جمود زدہ طبقہ ہمیشہ

اس فکر کا مزاحم بنتا رہا ہے، چنانچہ اس انوکھی فکر کی کاشت کاری کا پہلا عنوان رفض، دوسرا خروج، تیسرا اعتزال، پھر ابتداع، پھر آگے چل کر دینیات و اسلامیات پر گل کاری و دست کاری کرنے والے، دینی و علمی غلامی سے نجات دہندہ جناب سرسید احمد خان صاحب نے یہ کام انجام دیا۔ ان کے بعد حمید الدین فراہی، امین احسن اصلاحی، غلام احمد مودودی جیسی نابغہ روزگار ہستیوں نے یہ فیض عام کیا اور اس کا ایک وافر حصہ، ان کی توجیہاتِ فکر کا عظیم ورثہ غامدی صاحب نے پایا اور اپنی بے باکی و بے لگامی کے امتیازی کمال کی وجہ سے اپنے پیشواؤں پر جزوی فضیلت و برتری کے بجا طور پر حق دار بھی قرار پائے۔

☆:..... غامدی صاحب کو حریتِ فکر و عمل میں یگانہ روزگار ہونے کا خود بھی احساس و ادراک ہو چکا ہے، جس کا اظہار و اقرار گاہے بگاہے فرماتے رہتے ہیں، جسے اہل جمود خود ستائی، خود نمائی، عجب و کبر اور تعلّی وتفوّق جیسے روحانی امراض کے نام سے تشخیص کرتے ہیں، حالانکہ روح، روحانیت یہ غیر مشاہد چیزیں ہیں۔

☆:..... غامدی صاحب نے اپنی فکر و دانش کی ضیا پاشی سے امتِ مسلمہ کو خود کفالتی دین اور من پسند شریعت کا تحفہ عطا فرمایا ہے، جس کے صلہ کے طور پر امت سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ غامدی صاحب کی خود کاشتہ دینی فصل کو دینی و روحانی غذا کے طور پر کافی قرار دیں اور اس فکر سے ہٹے یا بچے ہوئے اسلاف و اخلاف کی تغلیط و تخطیہ کرتے جائیں، جیسا کہ غامدی صاحب کے باصفا حواری (ہر قسم کے فکری و عملی داغوں سے پاک لوگ) صبح و شام یہی باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر روایت و قدامت کے خول میں بند لوگ چودہ صدیاں پرانی فکر و عمل پر قانع بن کر جمے ہوئے ہیں، جو غامدیانہ فکر کے ساتھ ایسی ہی کھلی ناانصافی ہے جیسے سنت و اجماع کی رَٹ لگانے والوں کے ساتھ غامدی صاحب کے پیش رو اور پیروکار انصاف کے تقاضے نبھائے ہوئے ہیں۔

☆:..... غامدی صاحب کے امت پر احسانات یا ذاتی کمالات میں سے یہ احسان و کمال بھی ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کو کئی مغیبات اور مشکل و دشوار دینی کاموں میں سہولت فراہمی اور خلاصی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور اس کے برخلاف جو امور قدیم روایات اور دقیانوس لوگوں کے دینی مزاج کی رو سے منکرات ولغویات قرار پاتے ہیں اور وہ سماج کا حصہ ہیں انہیں آسان اور ہلکا قرار دے کر معاشرے کی ''خدمتِ جدیدہ'' کا حق ادا فرما رہے ہیں، مثلاً: عقیدہ ظہورِ مہدی، فرضیتِ جہاد اور اس کی عملی تطبیق، خواتین کے چہرے کا پردہ، داڑھی کی شرعی حیثیت، خواتین کی شہادت (گواہی) عقیدۂ آخرت وغیرہ میں ندرت وسہولت کے روادار ہیں، جبکہ گانا بجانا، موسیقی ومزامیر، بے پردگی و بدکاری، بدعقیدگی اور بے راہ روی کو شخصی وطبعی میلانات کے حوالے کر دیتے ہیں۔

☆:..... غامدی فکر کے مطابق امت مسلمہ اپنے مذہبی پیشواؤں کے عجمی پروپیگنڈے کا شکار ہو کر حدیث و سنت کے نام سے کلام الناس کو کلام الٰہی کی ہم سری کی مرتکب قرار پائی ہے۔ غامدی

صاحب امت مسلمہ کو اس مولویانہ پروپیگنڈے سے نجات دلانے کے لیے غلام احمد پرویز اور اختر کاشمیری سے بڑھ کر محنت فرمارہے ہیں۔ اس حوالے سے وہ حدیثوں کے قابل حجت ہونے اور نہ ہونے کے لیے پہلے اخبارِ آحاد اور متواترات کی تقسیم کو تسلیم کرتے ہیں، پھر آحاد پر ردوقدح کرکے ناقابل اعتبار ٹھہراتے ہیں، پھر متواترات کی تعداد اور گنتی میں اتنے بخل سے کام لیتے ہیں کہ چند محدود روایات کے استثناء کے ساتھ بآسانی اپنا دامن جھاڑتے ہوئے لاکھوں کے ذخیرۂ حدیث کو مہمل، بےکار اور لوگوں کی گھڑی ہوئی باتیں قرار دیتے ہیں، یوں امت کی آسانی کا بڑا سامان فراہم کرنے کی کوشش کررہے ہیں، گویا کہ غامدی صاحب کی خدمتِ دین کے نتیجے میں سوائے چند روایات کے امت مسلمہ ہر قسم کے بوجھ سے آزادی پانے جارہی ہے، اس پر مستزاد امت مسلمہ کو دین فہمی کے لیے براہ راست قرآن کریم تھما دینے کی خدمت بھی انجام دے رہے ہیں، اب قرآن فہمی میں اگر آپ کو دشواری پیش آئے، تناقضات وتعارضات کا سامنا ہو یا پھر استنباط واستخراج کی نوبت آئے تو پھر کیا کریں گے؟ تو اس کا حل غامدی صاحب نے ہر انسان کی عقل کو ٹھہرادیا ہے، چنانچہ قرآن سے جس نے جو سمجھا وہی منشأ خداوندی ہے۔ مولویانہ سوچ اسے انکارِ حدیث سے تعبیر کرتی ہے، مگر حقیقت میں یہ وہی ''جذبۂ قرآن فہمی'' ہے جو ''إن الحکم إلا للّٰہ'' کے علمبرداروں سے لے کر سرسید احمد خان اور غلام احمد پرویز تک اپنا سندی تسلسل رکھتا ہے۔

غامدی صاحب نے امت کے سر سے حدیثوں کا بوجھ ہٹانے کے ساتھ ساتھ مزید کرم یہ بھی فرمایا کہ حدیثوں کو تعارض، ضعفِ سند اور عدم ثبوت کی وجہ سے ترک کردینے والوں کو ماضی سے شناسائی کے لیے تاریخی روایات کا سہارا لینے کا عملی درس دے رکھا ہے، چنانچہ جو امور ضعیف الاسناد حدیثوں کے محتاج ہوں انہیں رد کردیں، اور جہاں ضرورت پڑے تو دینی واجتہادی ضروریات کے تحت سند کا تکلف کیے بغیر تاریخی روایات کا سہارا لے لیا جائے۔ غامدی صاحب کی یہ وہ نادر خدمت اور انوکھا کارنامہ ہے جس نے مسلمانوں کے سر سے دین کا اچھا خاصا بوجھ اتار کے رکھ دیا ہے، ناانصاف لوگ غامدی صاحب کی ان خدمات کا اعتراف کرنے کی بجائے انہیں دین سے آزادی کا علمبردار قرار دیتے ہیں۔

☆:..... غامدی صاحب کا امت مسلمہ پر ایک عظیم احسان یہ بھی ہے کہ انہوں نے دین پر سند، رجال اور مخصوص شخصیات کی اجارہ داری کو ختم کرنے کی فکر فراہم کی ہے، انہوں نے دین کی تعبیر، تفہیم اور تشریح کو سند و رجال کی جکڑن اور ائمہ کی اجارہ داری سے آزاد کراکے گلی کوچے کے کھلنڈر نوجوانوں کو بھی مقام اجتہاد تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ روایت وقدامت کے کنویں میں بند لوگوں کو یہ کارنامہ نظر نہیں آتا اور وہ اُسے دین سے برگشتہ ہونے کے مترادف قرار دیتے ہیں اور جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ دین کے لیے سند اور سند کے لیے رجال اور رجال کے قابل اعتبار ہونے کے لیے مرتبۂ امامت و پیشوائی ضروری ہے۔ قدامت پسند طبقہ کا یہ استدلال انسانی سوچوں پر پہرے داری کے

مترادف ہے، اس لیے غامدی صاحب انسانی حقوق کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ غامدی صاحب کو بھی چاہیے کہ وہ کم از کم یہاں پر کسر نفسی کے بجائے کھل کر اپنے اس کمال کا اظہار فرمائیں، یہ ایسے ہی ضروری ہے جیسے وہ عربیت وعلمیت اور فہم وذکاء کا اظہار فرماتے رہتے ہیں۔

☆:..... غامدی صاحب کا ایک اور انفرادی امتیاز یہ ہے کہ وہ اپنی بات کے لیے بڑی نسبت کے لوگوں کی اولاد کی زبان وقلم کو بڑی مہارت سے استعمال کرنے کا ہنر رکھتے ہیں، بالخصوص ان بزرگوں کی اولاد کو (دقیانوس حضرات کے بقول) اپنے تزویراتی اہداف کے لیے آلہ کار بناتے ہیں جنہوں نے کفر وشرک، الحاد وزندقہ اور ابتداع وانحراف کے خلاف کام کرتے ہوئے زندگیاں گزاری ہوں۔ ایسے صاحبزادگان کو اپنے دام تزویر میں لانے سے انہیں بیک وقت دو فائدے حاصل ہوجاتے ہیں، ایک فائدہ یہ حاصل کیا جاتا ہے کہ ایسے صاحبزادگان کے دینی پس منظر کو اپنے ''بددین منظرنامہ'' کے لیے ڈھال بنایا جاسکے اور دوسرا فائدہ یہ کہ ایسے صاحبزادگان کے نسبی آباء واجداد نے غامدی صاحب کے روحانی آباء واجداد کے خلاف جو کچھ کہا اور لکھا تھا اس کا انتقام لیا جاسکے۔

ظاہر ہے کہ ایسی مہارتوں، کمالات، خصائص وامتیازات کی حامل شخصیت کے ساتھ علماء دین کا رقیبانہ ومعاصرانہ تناؤ ایک فطری امر ہے۔ اسی فطری امر کی بجا آوری کا کام ''مجلّہ صفدر'' کے کارپرداز احباب دے رہے ہیں۔ مختلف اہل علم کی طویل ومختصر تحریرات اور محقق ومدلل مضامین ومقالات ''مجلّہ صفدر'' کا حصہ ہیں، یہ کاوش اس وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ امید ہے کہ ''مجلّہ صفدر'' کی یہ کاوش ''ندین'' کو ''دین'' سے الگ کرنے کا اعزاز پائے گی، ان شاء اللہ!

باقی آخر میں مجلّہ صفدر کے احباب کی خدمت میں یہ ''خیر خواہانہ گزارش'' بھی کرتا چلوں کہ اپنے روایتی وفکری ''تصلب'' کو ''تعصب'' کی چھینٹوں سے بچائے رکھنا دین کا تقاضہ اور ہمارے اسلاف کا شعار رہے۔

www.banuri.edu.pk